باب الفتاویٰ

تحریر: فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ

پہلے تشہد میں درود اور دعا

سوال:۔ ہمارے ہاں موضع "منگو کے ورکاں" ضلع گوجرانوالہ میں نماز کے اندر پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف اور دیگر دعائیں پڑھنے یا نہ پڑھنے کے متعلق امام صاحب اور مقتدیوں کے مابین شدید اختلاف پایا جاتا ہے کتاب و سنت کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب:۔نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔و بعد

۱۔ عموماً جن احادیث مبارکہ میں نماز میں درود شریف (الصلوۃ علی النبی ﷺ) پڑھنے کا ذکر ہے ان میں واضح طور پر یہ تعیین نہیں پائی جاتی کہ یہ کس قعدہ میں پڑھنا ہے دو قعدے ہونے کی صورت میں پہلے میں یا دوسرے میں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی علماء کا خیال ہے کہ دونوں قعدوں میں درود پڑھنا چاہئے جب کہ صراحت کے ساتھ کسی ایک حدیث میں بھی اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

۲۔ تشہد کے بعد دعا کرنے کا ذکر بھی کچھ اسی طرح بعض احادیث میں آیا ہے لیکن علماء کرام کی غالب اکثریت کا یہی خیال ہے کہ دعاؤں کا مقام آخری قعدہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے ہے، پہلے تشہد کے بعد "الصلوۃ علی النبی ﷺ" کے علاوہ دیگر دعاؤں کے قائل غالباً صرف حافظ ابن حزم ظاہری ہیں۔

۳۔ درود شریف کے علاوہ دیگر دعاؤں کے بارے میں یہ رائے کہ وہ صرف آخری قعدہ میں ہیں درج ذیل احادیث و آثار پر مبنی ہے جن سے عام اور غیر صریح احادیث کی وضاحت ہو جاتی ہے اور دعاؤں کا مقام متعین ہو جاتا ہے نیز تبعا درود شریف کے مقام کی تعیین بھی ہو جاتی ہے۔

لہٰذا عام احادیث جن میں تشہد کے بعد دعاؤں کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے۔ ان واضح، خاص اور صریح احادیث پر محمول ہوں گی اور ان کی روشنی میں ان پر عمل ہوگا یعنی دوسرے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ کر دعائیں کی جائیں گی۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه يقول۔ قال رسول الله صلی الله وسلم اذا فرغ احدکم من التشهد الاخر فليتعوذ بالله من اربع من عذاب جهنم و من عذاب القبر و من فتنة المحيا والممات و من شر المسيح الدجال۔ (رواه مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"جب کوئی تم میں سے آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو تو چار چیزوں سے پناہ مانگے جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے شر سے۔" (صحیح مسلم شریف)

جن احادیث میں آیا ہے۔

"ثم يتخير من الدعا اعجبه اليه فيدعوه" (بخاری و مسلم عن ابن مسعودؓ)

پھر اپنی پسندیدہ دعاء پڑھے۔

مذکورہ بالا حدیث ابی ہریرہؓ سے ان دعاؤں میں سے بعض کی نشاندہی بھی ہوگئی ہے اور تشہد کا تعین بھی ہوگیا ہے کہ وہ آخری قعدہ میں ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں صراحت سے بیان کر دیا گیا ہے کہ ان دعاؤں کا محل آخری قعدہ ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہوگیا ہے کہ پہلے تشہد میں یہ دعائیں پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

۲۔ عن علی بن ابی طالبؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا قام الی الصلوۃ قال وجھت وجھی للذی فطرالسموت والارض حنیفا.... ثم یکون من آخرما یقول بین التشھد والتسلیم اللھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت.... (الخ رواہ الامام مسلمؒ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے ... وجھت وجھی ..... پھر آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان کہتے اللھم اغفرلی الخ۔

یہ ایک طویل حدیث کا اقتباس ہے جس میں تکبیر تحریمہ کے بعد، رکوع میں، قومہ میں، سجدے میں اور صراحت کے ساتھ آخری تشہد کے بعد دعاؤں کا ذکر ہے۔

یہ دونوں روایتیں صحیح، صریح اور خاص ہیں جن سے عام اور غیر صریح روایات کی توضیح ہو جاتی ہے اور اس تشہد اور قعدہ کا تعین ہو جاتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں پڑھا کرتے تھے والحمد للہ اور درود شریف بذات خود بھی ایک دعا ہے اور دیگر دعاؤں کی قبولیت کا انحصار بھی درود شریف پر ہے لہٰذا مقام دعاء کے تعین سے درود شریف کے مقام کا تعین بھی ہوگیا کہ وہ دوسرا قعدہ ہے۔

ان دو، صحیح مسلم شریف میں مذکورہ، واضح ترین اور غیر محتمل روایتوں کی موجودگی میں مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے "علی الاقل" قعدہ میں درود شریف اور دعاؤں کے واجب نہ ہونے میں ذرہ بھر شبہ باقی نہیں رہنا چاہیے۔ اگر کوئی عمومات سے استدلال کر کے اسے مستحب اور مشروع قرار دیتا ہے تو مستحب پر عمل کر کے فتنہ بپا کرتے ہوئے اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے اور امام کی حیثیت سے جماعت میں اس پر اصرار سے عمل کرنے کی بجائے انفرادی نماز میں اپنا یہ شوق اجتہاد پورا کرلے، خصوصاً عبادات میں قطعی دلیل کے بغیر کسی عمل کو واجب قرار دینا مناسب نہیں ہے۔

چند مزید تائیدی دلائل:-

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں تشہد کی تعلیم دی چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا عمل یوں تھا۔ "ان كان في وسط الصلوة نهض حين يفرغ من تشهده وان كان في آخرها دعا بعد تشهده بما شاء ان يدعو ثم يسلم۔" (رواہ احمد و ابن خزیمة)

یعنی درمیانے قعدہ میں تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور آخری قعدہ میں تشہد کے بعد حسب منشا دعائیں مانگے پھر سلام پھیرے۔ روایت میں پہلا تشہد عبده و رسوله تک مذکور ہے ہیثمی نے اس کے رواہ کو ثقہ قرار دیا ہے احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (تعلیقات سلفیہ ص ۱۳۸)

امام ابن خزیمہ نے یہ روایت ذکر کرتے ہوئے یوں باب باندھا ہے "باب الاقتصار في الجلسة الاولى على التشهد و ترك الدعاء بعد التشهد الاول پہلے قعدہ میں تشہد پر اقتصار کرنے اور تشہد اول میں دعا نہ کرنے کا بیان۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔

"ان النبي ﷺ كان في الركعتين الاوليين كانه على الرضف، قلت حتى يقوم قال حتى يقوم" (احمد، ترمذی، نسائی)

نبی ﷺ پہلے قعدہ سے جلد اٹھ کھڑے ہوتے تھے جیسے کسی گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔ یہ روایت منقطع ہے صرف تائید کے لئے پیش کی ہے اس لئے کہ ابو عبیدہ کا اپنے والد گرامی عبداللہ بن مسعودؓ سے سماع ثابت نہیں ہے لیکن ابو عبیدہ تابعی اور ثقہ راوی ہیں۔ تنقیح الرواۃ میں ان کے متعلق لکھا ہے۔ وقد احتج البخاري و مسلم بحديثه في صحيحيهما۔ یعنی بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اس کی حدیث سے احتجاج کیا ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے،

امام ترمذی فرماتے ہیں۔

"والعمل علی ھذا عند اھل العلم یختارون ان لا یطیل الرجل القعود فی الرکعتین و لا یزید علی التشھد شیئا فی الرکعتین الاولیین۔

اہل علم کا اسی پر عمل ہے وہ یہی پسند کرتے ہیں کہ آدمی پہلے قعدہ کو لمبا نہ کرے اور پہلی دو رکعتوں کے بعد قعدہ میں تشہد کے علاوہ کچھ نہ پڑھے۔

۳۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا عمل

حافظ ابن حجر عسقلانی "التلخیص الحبیر" میں فرماتے ہیں۔

"روی ابن ابی شیبۃ من طریق تمیم بن سلمۃ کان ابو بکر اذا جلس فی الرکعتین کانہ علی الرضف اسنادہ صحیح و عن ابن عمر نحوہ۔"

محدث ابن ابی شیبہ نے تمیم بن سلمہ سے روایت کیا ہے کہ ابو بکرؓ پہلے قعدہ میں اس قدر کم بیٹھے تھے کہ جیسے وہ گرم پتھر پر ہوں اس کی سند صحیح ہے اور ایسی ہی ایک روایت ابن عمر کی بھی ہے۔

۴۔ متعدد صحیح روایات میں تشہد صرف "عبدہ و رسولہ" تک بغیر درد شریف اور دعاؤں کے مروی ہے ان پر عمل کی یہی صورت ہے کہ پہلے تشہد میں ان الفاظ پر اقتصار کیا جائی ان روایات کی کثرت اور شہرت کی وجہ سے ان کے ذکر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

الغرض کسی حدیث میں تفصیل اور صراحت سے یہ ذکر نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف یا دعائیں پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہو۔ بلکہ سنن نسائی میں ہے۔

"سمع رجلا یصلی فمجد اللہ و حمدہ و صلی علی النبی فقال رسول اللہ ﷺ ادع تجب" نبی ﷺ نے ایک آدمی کو

سنا کہ نماز میں اس نے اللہ کی تحمید و تمجید کی رسول اللہ پر درود پڑھا آپ نے دوبارہ فرمایا کہ دعا کرو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ دعا کرو تمہاری دعا قبول ہوگی۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس قعدہ میں دعائیں ہیں اسی میں درود شریف بھی ہے بلکہ اس موقع پر درود شریف مشروع ہی اسی لئے ہے کہ اس پر دعاؤں کی قبولیت کا انحصار ہے لہٰذا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے درود شریف کے لئے کسی قعدہ کو خاص نہیں کیا بلکہ واضح ہو چکا ہے کہ دعاؤں کا محل آخری قعدہ میں تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے ہے۔ امیر المومنین فی الحدیث حضرت الامام محمد بن اسماعیل بخاریؒ مولف "الجامع الصحیح" کی بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ تشہد میں پڑھی جانے والی بعض دعاؤں پر مشتمل روایات جن میں اللھم انی ظلمت نفسی ..... (الخ) بھی داخل ہے۔ ذکر کرتے ہوئے یوں باب باندھا ہے۔ "باب الدعا قبل السلام" سلام سے پہلے دعا کا بیان۔ لہٰذا پہلے قعدہ میں صرف تشہد پڑھ کر کھڑے ہو جانا چاہیے اور دوسرے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف مع مسنون دعاؤں کے پڑھ کر سلام پھیرنا چاہیے۔ یہی سنت رسول ﷺ ہے۔ اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہے اور بقول امام ترمذی یہی تعامل امت ہے۔ لہٰذا یہی مسلک اہلحدیث بھی ہے۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب، وصلی اللہ وسلم علی النبی محمد و صحبہ اجمعین۔